غزل سوز

ناصح تو کسی شوخ سے دل جا لگا دیکھ
میرا تو کہا مان محبت کا مزا دیکھ

ہرچند میں لائق تو نہیں تیرے کرم کے
لیکن نگہ لطف سے ٹک آنکھ اٹھا دیکھ

پچھتائیگا آخر تو مجھے دیکھ کے ای یار
کہنے پہ تو ہر ایک مخالف کے بجا دیکھ

کچھ [illegible] اسکے سوا تجھسے نہیں اب
ای بادشہ حسن بسوی فقرا دیکھ

اس نے نظر بھر کے نہ دیکھا مجھے ای سوز
ہرچند لبھا[illegible]ن کہ میاں بہر خدا دیکھ

غزل سوز

میرے دلکو داغون سے گلشن کیا ہی
تیری عشق نے جب سے مسکن کیا ہی

صنم پوجنے والو اب مجھکو پوجو
مجھے بت نے اپنا برہمن کیا ہی

ترا شکوہ جو مجھسے نکلے ہی گاہی
سو دل نے مجھے تجھسے دشمن کیا ہی

اسی پاس اپنی نرکھہ پھیر دے ہان
کر اسنے ترا راز روشن کیا ہی

لگا ہی لیا دسے وحشی کو شاباش
ارے سوز تو نے بڑا فن کیا ہی

غزل سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بیخبری رہی

شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کے پردہ دری رہی

بہی سمت غیب سے ایک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کرون
کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں تجھے سو بھری رہی

وہ عجب گھڑی تہی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق میں جوں دھری تہی وونہیں دھری رہی

تری جوش حیرت حسن کا اثر اس قدر سے یہاں ہوا
کہ نہ تو آئینے میں جلا رہا نہ پری میں جلوہ گری رہی

کیا خاک آتش عشق نے دل بینوا سراج کو
نہ حذر رہا نہ خطر رہا مگر ایک بیخطری رہی

غزل از سوز

اس سرو قد کی دوستی مین کچھ ثمر نہین
نخل محبت آہ مرا بارور نہین

اس سنگدل کو حال پہ میرے نہ آیا رحم
ای آہ و نالہ حیف کہ تم مین اثر نہین

یاقوت لعل یار سے بہتر نہین ولے
ہر جوہری کو اسکے پرکھہ پہ نظر نہین

کیون مجھسے بیگناہ کو ناحق کرے ہی قتل
ای شوخ تیری دلمین خدا کا بھی ڈر نہین

قاصد کی کیا مجال جو کوچے مین جا سکے
جز مرغ روح کوئی مرا نامہ بر نہین

میری طرفسے دیجو صبا گلکو یہ پیام
اڑون قفس کو توڑ بھی پر بال و پر نہین

ہرگز نمان سوز تو واعظ کی گفتگو
ذرہ بھی اسکو اصل سخن سے خبر نہین

غزل سودا

جنھون کی نظرون مین ہم سبک ہین دیا انہین کیون وقار اپنا
عجب طرح کی ہوی فراغت کہ دھو نہ لادے سے بار اپنا

کرون سو کیا آہ نا امیدی وہ ہوی کس طرح یار اپنا
نہ گھر مین رہنا ہی اسکا شیوہ نہ ساتھ پھرنا شعار اپنا

مگر ہوا باد جسکے دلکا نہ پوچھ اس سے تو دکھ ہمارا
یہ درد سن اس مین سیتی چلتی دیکھی دیار اپنا

اثر ہماری سخن کا ظالم نہین ہی گو ایک تیری دل مین
وگرنہ وہ سنگ کونسا ہی نہوی جسمین شرار اپنا

جو دھوم اسنے سے سیر خط کے ابکی عالم مین پڑ رہا ہی
چمن مین وہ شور ڈال سکتی ہی منہہ تو دیکھو بہار اپنا

جہان تیر تنا ہی دل ہمارا کبھو تو ظالم وہان گذر کر
کوی بھی صیاد چھوڑ جاتا ہی کے بسمل شکار اپنا

نہین جنھو نہین خرد کرین ہین طلب ہوس سے کیمیا کی
جو فہم ہوی تو یہ اکسیر ہی یہ مشت غبار اپنا

ہوا نہ روز فراق سے یون کہ ایکدم مین بھی آپ مین ہون
نہ رہتی دیکھا بری وقت پر آپ کو بھی مین یار اپنا

گران طبیعت پہ ہوسکی یون نہ ہووے وہ دن نصیب اپنے
خدا اوٹھالے ہمین تو ڈالین کسیکے خاطر پہ بار اپنا

ہنوز تاک انتہا ہی پھر جہان تو باغ جیا نہین سودا
مین کیا کہون وان سے ہم صیاد گر گئی ہین گذار اپنا

چمن تہا جنکو نغمے ہنوز چھائی یہ کھای ہی گل
رکھی ہی اتنگ ہزار جا روش بھی سینہ فگار اپنا

جرأت

یہ غضب بیٹھے بٹھائے تجھ پہ نازل کیا ہوا
اٹھ چلا دنیا سے کیون تو مجھکو ای دل کیا ہوا

شکل بھی ایسی بنائی ہی تیری اللہ نے
مت خفا ہو گر ہوا مین تجھ پہ مایل کیا ہوا

اندنون حالت تیری پاتا ہون مین اپنے سے مایل
خوبرو تجھ سا کوئی تیرے مقابل کیا ہوا

ای بت خونخوار یک زخمی تیری کوچہ مین تھا
سو گئے دن سے خدا جانے وہ گھایل کیا ہوا

رنگ ہو گر قیس کا دل کاروان در کاروان
نت یہ کہتا ہی کہ وہ لیلی کا محمل کیا ہوا

فکر مرہم مت کرو یارو یہ بتلا دو مجھے
جسکے ہاتھون مین ہوا زخمی وہ قاتل کیا ہوا

تھا جگر تو ٹکڑی ٹکڑی مین کیون تڑپے ہی تو
کیون دلا تیغ جفا سے تو بھی بسمل کیا ہوا

رنجشین ایسے ہزار آپسمین ہوتی ہین دلا
وہ اگر تجھسے خفا ہی تو بھی جاہل کیا ہوا

اپنے بیگانے سبھی ہین مت اٹھا محفل سے یار
گر کسی کو حب ہوا یان مین بھی داخل کیا ہوا

دیکھتے ہی تیری صورت مجھکو ای آئینہ رو
سخت حیرت ہی کہ پہلو مین نہین دل کیا ہوا

سوچ رہ رہ کر یہی آتا ہی ای جرأت مجھی
خلق کرنے سے مرے خالق کو حاصل کیا ہوا

غزل مستان

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

خوں مرا تیری گردن پر رہیگا حشر تک
ہاتھ سے غیروں کے گر جو پان کھایا تینے

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

غزل رنگین

[illegible]

[illegible]

قبر عاشق پہ چلا وہ تو لگا یون کہنے
ہای ہم آج کے دن زیر زمین کیون نہوے

[illegible]

[illegible]

غزل

سالہا ہم نے صنم نالۂ شبگیر کیا
آہ یک روز تری دلمیں نہ تاثیر کیا

قتل کر مجھکو کھلی تا تیری خاطر سے گرہ
میں یہ عقدہ گرو ناخن شمشیر کیا

حشر میں بھی نہ اوٹھوں بسکہ اذیت کھینچوں
زندگانی نے دو عالم سے مجھے سیر کیا

ایک عقدہ نہ کھلا رشتۂ تقدیر سے حیف
ہمنے فرسودہ بہت ناخن تدبیر کیا

کیا وحشت زدہ مضمون کو لا کر سودا
تو نے ہر مصرع موزوں میں زنجیر کیا

غزل سوز

جتنا کوئی تجھسے یار ہوگا
اتنا ہی خراب و خوار ہوگا

ہر روز ہو روز عید تو بھی
تو ہمسے نہ ہمکنار ہوگا

دیکھے جو چمن مین تجھکو کوئی
گل اسکی نظر مین خوار ہوگا

جو اس سے مجھے کوئی ملاوے
میرا وہی غمگسار ہوگا

جا یار شتاب سوز سے مل
تیرا اسے انتظار ہوگا

غزل

ای فلاطون یہ آزار میرا اور ہی ہی — سوزشِ دل کے بجھانے کی ہوا اور ہی ہی
غنچۂ دل نہ کھلا بادِ صبا سے ہرگز — لب کشا اسکو جو کرتی ہی ہوا اور ہی ہی
نہین بستان ہوادار کی خواہش مجھکو — سیر کرنیکو میری جای فضا اور ہی ہی
خوب رویان جہان ہم پہ کرم کرتے ہین — پر میری یار کی کچھ مہر و وفا اور ہی ہی
کیا کرون وصف صنم اس دندان کا تیرے — مثل الماس ہین پر انمین جلا اور ہی ہی
شیخ اس ورد وظایف سے تیرے کیا ہوگا — اسکو تسخیر مین لانے کی دعا اور ہی ہی
گرچہ کعبے کی زمین حق نے کیا افضل تر — پر جہان مین اثر خاک شفا اور ہی ہی
قید کرنے سے نہ حاصل ہو زلیخا کی مراد — جرم یوسف کی جو پوچھو تو سزا اور ہی ہی

غزل محکم

تیرے در پہ ہم آکے پڑے ہیں صنم نہ سفر کے رہے نہ وطن کے ہوے
تیرے ہجر میں بانی ظلم و ستم نہ قبر کے ہوے نہ کفن کے ہوے

تیری الفت سرو سے ای دلبر گرے چشم کی راہ لخت جگر
رہے روتے سدا با دیدۂ نم نہ شرر کے رہے نہ جلن کے ہوے

جو کہ پیغام دل کہ وہ ہو نہ سکے غم جو تمہارے کو کھو نہ سکے
نہ ہوے ہیں وہ حال بھی ہمسے رقم نہ جگر کے رہے نہ دہن کے ہوے

چلا گھر سے نکل کے بسیر چمن ہوا شاد پہ سنکے وہ اپنا سخن
نہیں پھل سکے پر کسی طرح سے ہم نہ شجر کے رہے نہ چمن کے ہوے

دم صبح جو آیا ہی بادہ بجوش ہوا آیا ہی اپنے صنم کا آغوش
ہوے ہجر میں رو رو کے ہم بیدم نہ خبر کے رہے نہ سخن کے ہوے

مسدس فدوی

سنیو ذرا یہ گفتگو شب کو بڑے آپ جو — پیتے تھے مے سبو سبو ملکے صنم دو بدو
مشعل مہ تھی روبرو ہم تھے و یا تھا خوبرو — لیکن ہے وہ سب رفو آخر شب ز من شنو

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ شو و یار بدین بہانہ رفت

ہم نے کئے تھے واہ واہ شبکو عجب عجب — بزم شراب و راگ و رنگ و بغل میں غنچہ لب
سینہ بسینہ لب بلب یونہیں کٹی تمام شب — عین خوشی میں کیا ہوا دیکھو یارو یہی غضب

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیاہ شو و یار بدین بہانہ رفت

یار نے کی تھی روشنی صحن چمن میں ہر طرف — نہروں کے لب وار پار جھلکے چراغ صف بصف
آب رواں و کشتی و بانگ نی و صدا و دف — کیا یہ سماں بندھا جو تھا مفت گیا مرے کف

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیاہ شو و یار بدین بہانہ رفت

تتمہ

شام سے لیکے تا سحر جشن رہا ہمارے گھر ہم تھے نشے مین بیخبر آ گیا کہین سے سیم بر
تنگ گرفتمش بیر دوست بزلف و در کمر شوق تو دلمین بسترقت گیا وہ لگے گذر
صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیاہ شود یار بدین بہانہ رفت

لذت عیش و زندگی تھا تہ تھا یہ سحر تلک بزم شراب راگ و رنگ بادہ کباب اور گزک
سوئے تھے ہم پلنگ اور پلکے صنم سے بیدھڑک نیند سے آنکھ کھل گئی دیکھو ہون گیا یکبیک
صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیاہ شود یار بدین بہانہ رفت

شکوہ وہ شوخ دلربا صبر کی لے گیا متاع اسکے ہی عشق مین افترا اسکے سخن مین اختراع
فدوی نے اسکے یک قدرہ پایا نہین کچھ انتہا باتون مین شب گذر گئی اور پکار الوداع
صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیاہ شود یار بدین بہانہ رفت

غزل

نہ کھینچ ای شانہ ان زلفون میان سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتوان ہی یہہ نہ دی زنجیر کا جھٹکا

ریاضت زہد کی زیادہ ہی ہشیاری محنت سے
جو عمامہ زاہد کا کہان پہنچی او سے مٹکا

نہ دی رخصت ہمین صیاد تک سیر گلشن کی
بہت ای بلبلو کنج قفس مین ہمنے سر پٹکا

سجن مین رانگوسن کر ہر ایک کے پانو نکا کھٹکا
او ٹھا یا سر کو بالین سے تو پھر دیوار سے پٹکا

نہ آنکھو نہین تیری جادو نہ ہرگز سحر زلفو نہین
یہہ دل جس سے ہی دیوانہ محبت کا ہی وہ لٹکا

پڑی رہ برق خانہ آشیان میرے لیے کہتا ہون
اورینگا دھجیان ہو کر تیرا دامن جو یہان اٹکا

نواحی مین تیری کوچے کے یہہ ہی حال سودا کا
کہ جون چند آشیان گم کر کے بستی بن پھرے بھٹکا

بعد آرزو جو وہ آیا تو یہ حجاب عشق سے حال تھا
کہ ہزار دل میں تھی حسرتیں او اٹھانا آنکھ محال تھا

رہا شب جو ہمسے جدا کوئی تو کہوں یہ واقعہ کیا کہوں
شب ہجر تھی کہ بلا کوئی جسے دیکھتے ہی وصال تھا

رخ یار تھا نہ پڑا نظر رہی ہم الم سے یہ نوحہ گر
کہ ہماری رنج و ملال پر تو ملال کو بھی ملال تھا

کری کون اسکے برابری مہ و زہرہ شب کو بھی مشتری
دم صبح دیکھ ستمگری رخ مہر ذرہ مثال تھا

شب وصل دیکھ کے خواب میں پڑا تھا سخت عذاب میں
تھی ہزار سوچ خواب میں عجب اسکا مجھسے سوال تھا

میری جوش اشک سے بحر ور ہوئے گل جہاں بحر گیر
نہ برستی آج یہ چشم تر تو خدا نخواستہ کال تھا

ہوا میں بھی داخل کشتگاں تو عبث تو سو ہی بچ گیا
نہ پھیر گلے کے طرف میاں تیرا اب تیغ کا جو حال تھا

دیا کھا کے آپنے پان جو دل مبتلا ہوا سرخ رو
وہی سمجھا پیٹ کا توجہ وہ جو تمہاری منھ کا اوگال تھا

جو مریض تھا ترا جاں بلب خبر لو کچھ نہیں اسکی اب
اگر اتنا کہتے ہیں لوگ سب کہ تیرا نیک خصال تھا

جو چمن سے دور قفس میں تھا تو میں اے اسیر ہوس ہوا
یہ جو ظلم اگلی برس ہوا ہی قہر اگلے بھی سال تھا

نہیں چاہتا ہی اب آسماں کہ ہم اور وہ ہوں یک مکاں
نہیں آ گیا جو وہ شب کو یہاں کہ ملانا جسکا محال تھا

تو یہ رنگ چہرہ پہ جسکا نظر آیا تھا مجھی برملا
کبھی تھا سیہ کبھی زرد تھا کبھی سرخ تھا کبھی لال تھا

نہ کسی نے قدر کی جرات اب کہی شعر گرچہ عجب عجب
جو نہ ہونگے ہم تو کہیں گے سب کہ تیرا اہل کمال تھا

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال ۔۔۔ ہر جگہہ اسکی یک نئی ہی چال
دل مین جا کر کہین تو درد ہوا ۔۔۔ کہین سینے مین آہ سرد ہوا
کہین آنکھو نسے خون ہو کے بہا ۔۔۔ کہین سر مین جنون ہو کے رہا
کہین رونا ہوا ندامت کا ۔۔۔ کہین ہنسنا ہوا جراحت کا
گہ نمک اسکو داغ کا پایا ۔۔۔ گہ پتنگا چراغ کا پایا
وہان طپیدن ہوا جگر کے بیچ ۔۔۔ یہان تبسم ہی زخم تر کے بیچ
کہین باعث ہی دلکی تنگی کا ۔۔۔ کہین موجب شکستہ رنگی کا
کسی دلسے اٹھے ہی ہو کر دود ۔۔۔ کسی لب پر سخن ہی خون آلود
کسی دلمین گھسے ہی ہو کر چاہ ۔۔۔ کہین رہتا ہی قتل تک ہمراہ
کسی محمل کی رہ کی گرد ہوا ۔۔۔ کسی چہریکا رنگ زرد ہوا
طور پر جا کے شعلہ پیشہ رہا ۔۔۔ بیستون مین شرار تیشہ رہا
کہین نی زار کو لگا دی آگ ۔۔۔ کہین تیغ و گلو مین رکھی لاگ
انتظار بلا نصیبان ہی ۔۔۔ خار خار دل غریبان ہی

کہین شیون ہی اہل ماتم کا
کہین نوحہ ہی جان پرغم کا

کسی محفلین دردمندی کی
کسی مجلس مین جا سپندی کی

کبھو افغان مرغ گلستن تھا
کبھو قمری کا طوق گردن تھا

یہان یہہ نیرنگ ساز یکّا ہی
کام مین اپنے عشق پکّا ہی

جسکو ہو التفات اسکی نصیب
ہو وہ مہمان چند روزہ غریب

ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہی
کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہی

ایک جا ایک جوان رعنا تھا
لالہ رخسار سرو بالا تھا

عشق رکھتا تھا اُسکی چھاتی گرم
دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم

شوق تھا اُسکو صورتِ خوش سے
اُنس رکھتا تھا وضعِ دلکش سے

تھا طرحدار آپ بھی لیکن
رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن

کوئی تصویر گر نظر آتے
صورت حال اور ہو جاتی

دیکھتا گر کوئی وہ خوب نگار
رہتا خمیازہ کش بلیل و نہار

زلف ہوتی کسیکی گر برہم
دیکھتے اُسکے حال کو درہم

دیکھتا کوئی وہ جو زلف سیاہ | دل سے بے اختیار بھرتا آہ
سر مین تھا شور شوق دلمین تھا | عشق ہی اسکے آب و گلمین تھا
الغرض وہ جوان خوش اسلوب | ناشکیبا رہے تھا بی محبوب
ایکدن بیکلی سے گھبرایا | سیر کرنیکو باغ مین آیا
کسو گل پاس وہ صنم ٹھہرا | کسو سبزے مین ایکدم ٹھہرا
ایک خیابان مین سے ہو نکلا | ایک سایے تلے سے رو نکلا
نہ تسلی ہوا دل بی تاب | نہ تھنبا چشم تر سے خون ناب
دلکی واشد سے بی توقع ہو | ہر شجر کے تلے بہت سا رو
دیکھ گلشن کو ناامیدانہ | رو کیا اسنے جانب خانہ
ناگہ یک کوچے سے گذار ہوا | آتش تازہ سے دوچار ہوا
ایک غرفےمین ایک مہ پارہ | تھی وہ ہر طرف گرم نظارہ
پڑگئی اسپہ جو نظر اسکی | پھر نہ آئی اسے خبر اسکی
تھی نظر یا کہ جیکی آفت تھی | وہ نظر بھی وداع طاقت تھی

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ صبر رخصت ہوا ایک آہ کے ساتھ

بیقراری نے کچھ ادائی کی تاب و طاقت نے بیوفائی کی

منھ جو اسکا طرف سے اسکے پھرا مضطرب ہو کے خاک پر یہ گرا

وہ تو رکھتی تھی خیال اسکا کو کہ بیطرح ہو سے حال اسکا

جھاڑ دامن کتین وہ مہ پارہ اٹھ گئی سامھنے سے یکبارہ

وہ گئی اسکے سر بلا آئی خاک مین مل گئی وہ رعنائی

دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز رنگ چہرے سے کر چلا پرواز

ہاتھ جانے لگے گریبان تک چاک کے پھیلے پاؤن دامان تک

خو ہوی نالۂ حزین کے ساتھ ربط تھا آہ آتشین کے ساتھ

بستر خاک پر گرا وہ زار درد کا گھر ہوا دل بیمار

ہونٹھ سوکھے تو خون ناب ملا خواب و خوردونو کو جواب ملا

خاطر افگار خار خار ہوئے جان تمناکش نگار رہوئی

دل نے سمجھا جو اضطراب کیا شوق نے کام کو خراب کیا

جاکے اسکے قریب وہ بیٹھا | قصد مرنیکا اپنے کر بیٹھا
کچھ کہا گر کسینے شفقت سے | رو دیا اسنے ایک حسرت سے
جو کہ سمجھے تھے اسکو دیوانہ | رحم کرتے تھے آشنا یانہ
عاشق اسکو کسیکا جانگئے | اور برا اس ادا سے مان گئے
چونکہ باہم معاش تھی اسکی | ایک جگہہ بود و باش تھی اسکی
وارث اسکے بھی بدگمان ہوے | درپی دشمنی جان ہوے
مشورت کی کہ ماری ڈالیں | دفعتًا اس بلاکتیں ٹالیں
پھر یہہ ٹھہری کہ ہونگے بدنام | سنکے آخر کہینگے خاص و عام
کیا گنہ تھا کہ یہہ جوان مارا | کسنے مارا اسے کہان مارا
ہوئے گر خون خفتہ تک بیدار | کھینچنے ہونگے خفتین بسیار
کیجئے ایک ڈھب سے اسکو تنگ | تا نہ عاید ہو اپنی جانب ننگ
تہمت خبط رکھئے اسکے سر | کیجئے سنگسار اسکو پھر
دیکھے دیوانہ اس جوانکو زار | ہوگئے سارے درپئ آزار

کی اشارت کہ کودکان شہر　　آوین لبریز غصہ و پر قہر
ایک نے آکے زیر سنگ کیا　　ایک نے سخت کہکے تنگ کیا
ایک نے ابتدا ملامت کی　　ایک نے شور سے قیامت کی
ایک آیا سو ہاتھہ مین شمشیر　　ایک بولا کہ اب ہی کیا تاخیر
ایک کہنے لگا کہ وہ بی ننگ　　زندگیکا ہی یہہ بھی کوئی ڈھنگ
گرچہ ہنگامہ اسکے سر پر تھا　　لیک روی دل اسکا ادہر تھا
محو تھا اسکے یہہ خیال کے بیچ　　تھا گرفتار اپنے حال کے بیچ
ہو تمہ پر حسن کا بیان اسکا　　سر تھا اور سنگ آستان اسکا
چشم تر سے لہو بہا کرتا　　صبح کی باد سے کہا کرتا
کای نسیم سحر یہہ اس سے کہہ　　مت تغافل کر اور غافل رہ
جان دون تیرے واسطے سو لو　　آنکھہ اتھا کر ادھر نہ دیکھے کبھو
ان بلاؤن مین کوی کیونکہ جئے　　جان پر آئی ہائے تیری لئے
نام کو بھی تیرے نہ جانا آہ　　تجھسے کیونکر سخن کی نکلے راہ

ناامیدانہ گر کرون ہون نگاہ دیکھتا ہون ہزار روز سیاہ
کوئی مشفق نہین جو ہوے شفیق بیکسی بن نہین ہی کوئی رفیق
نالہ ہوتا ہی گر کبھی دل جو گریہ آنسو سے پونچھتا ہی رو
آہ جو ہمدمی سے کرتی ہی ابتو وہ بھی کمی سے کرتی ہی
اور یہ ماجرا ہوا مشہور شور رسوائیون کا پہنچا دور
دیکھکر اسکو بیخور و بیخواب جانا ہر یک نے عاشق بیتاب
منھہ پر اسکے جو رنگ خون نہین عشق ہی اسکو یہ جنون نہین
آنکھہ اسکی ہی جسطرف مایل اسطرف کو گیا ہی اسکا دل
جب ہوا ذکر اقل و اکثر مین چاہ ثابت ہوی اسی گھر مین
عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا مضطرب کدخدای خانہ ہوا
گھر مین جا بہر دفع رسوائی بیٹھکر مشورت یہہ ٹھہرائی
تاکہ یہہ غیرت مہ تابان جا کے چندے رہے کہین پنہان
جبکہ یہہ ننگ درمیانے اٹھے سخت دلتنگ اس جہانسے اٹھے

جبکہ ہوا اس بلا سے خاطر جمع — رونق افزای خانہ ہو جون شمع
گھر تھا ایک آشنا کا مد نگاہ — وہان ہو روپوش اب یہہ غیرت ماہ
شب محافے مین اسکو کر کے سوار — ساتھہ دی ایک دایۂ غدار
پار دریا کے جلد رخصت کی — اسطرح فکر دفع تہمت کی
گھر سے باہر محافہ جو نکلا — اس جوان ہی کے پاس ہو نکلا
طپش دل سے ہو کے وہ آگاہ — ہوگیا اسکے ساتھہ بھرتا آہ
وہان کے رہنے سے اسکو کام تھا — وہ گلی اسکا کچھہ مقام تھا
جسکے دل سے کسیکو ہو الفت — جسکی جانب درست ہو نسبت
جنبش اسکی پلک کو گر وہان ہو — دلمین یہان کاوش یک نمایان ہو
یار کو درد چشم اگر ہووے — چشم عاشق لہو سے تر ہووے
چاک دامن ہی وہان پئی زینت — یہان گریبان ہی چاک گل کی صفت
وہان دہن تنگ یہان ہی دلتنگی — حسن اور عشق کی ہی نیرنگی
دست افشان وپای کوبان یہہ — تھا محافے کے ساتھہ پویان یہہ

ہر گھڑی تھا زبان سے یہ جاری | خواب ہی یا کہ ہی یہ بیداری
پھر ہی اسکی تھی میسر کب | ہی مجھے بخت واژگون سے عجب
رفتہ رفتہ سخن ہوئے نالے | اڑنے لاگے جگر کے پرگالے
اضطراب دل نے زور کیا | اسنے بی اختیار شور کیا
وے لگے غم کو زبان پر لایا | آفت تازہ جان پر لایا
کای فرو مایۂ تغافل کیش | یکنظر مین زبان نہین کم وبیش
منھہ چھپایا ہی تونے تسپر بھی | نہ کیا التفات اید ہر بھی
صبر کس کس بلا پہ کر گذرون | چارہ اس بن نہین کہ مر گذرون
نازنے یک نفس نہ رخصت دی | آئینے نے تجھے نہ فرصت دی
تو وہان زلف کو بنایا کی | جان یہان پیچ وتاب کھایا کی
تجھکو مد نظر تھی اپنی چال | ہین ستم کا ہوا کیا پامال
تھی تجھے اپنے خال رخ پہ نگاہ | دل مرا مبتلای داغ سیاہ
وہان لب لعل تیرے خندان ہین | یہان فشردہ جگر بہ دندان ہین